77

ہر ایک انعام کے ساتھ آزمائش ہے

(فرمودہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۱۷ء)

حضرت نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیم سے چلی آتی ہے۔ اور یہ ان اصول میں سے ہے جن پر بہت سے معاملات کی بنیاد ہے کہ ہر بھلائی کے ساتھ ہر ترقی اور ہر درجہ کے ساتھ کچھ دُکھ اور تکلیف بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو سورۃ فاتحہ جس کو الحمد سے شروع کیا ہے۔ بتلاتی ہے کہ اس میں بڑے انعام دیئے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ الحمد سے شروع ہوتی ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے ساتھ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ بھی رکھا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خواہ کتنا بڑا بھی انعام ہو۔ اس کے ساتھ کچھ تکالیف اور مشقتیں ضرور لگی ہوتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر انعام کے ساتھ امتحان بھی ہوتا ہے۔ سو ہر بڑے انعام کے ساتھ آزمائش بھی بڑی ہوتی ہے۔ اور کوئی نعمت نہیں ملتی جس کے ساتھ آزمائش نہ ہو۔ گلاب کے پھول کو دیکھو اس کی پنکھڑیاں کیسی خوبصورت ہوتی ہیں۔ مگر کانٹے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس کے سونگھنے سے دماغ کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور چھونے سے ہاتھ اور دیکھنے سے آنکھ حظ اُٹھاتی ہے۔ مگر ایسی عجیب و غریب اور عمدہ چیز بھی کانٹوں سے محصور ہوتی ہے۔ اور اس کا حاصل ہونا اس صورت میں آسان ہے کہ کانٹوں

کی چبھن کو بھی برداشت کیا جائے ۔ پس جو کانٹوں میں سے ہاتھ گذرے گا وہی پھول کو حاصل کر سکے گا۔

تو ہر اس کام سے جو مفید اور بابرکت ہوتا ہے ۔ بغیر تکلیف راحت نہیں ملتی اور بغیر مشکلات کے عظمت حاصل نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اللہ کی قدرت کا جلوہ اسی وقت ظاھر ہوتا ہے ۔جب مشکلات سے گزر کر انسان کامیاب ہوجاتا ہے ۔وہ دیکھتا ہے کہ بظاہر وہ ناکام ہے ۔ اور دنیا کا کوئی سامان اس کے موافق نہیں۔ لیکن پھر بھی جب کامیاب ہو جاتا ہے تو اس وقت اسے خدا کی قدرت کی سمجھ آتی ہے ۔

پس اللہ تعالیٰ جو بھی انعام دیتا ہے اس کے ساتھ تکالیف رکھتا ہے ۔ اور اس کے دیئے ہوئے انعام دوسروں سے نرالے ہوتے ہیں ۔کوئی شخص کامیاب نہیں ہوسکتا ۔جب تک کہ محنت نہ کرے ۔ لیکن خدا کے پیاروں کی حالت ان سے الگ ہوتی ہے۔ ان کو بھی محنت کرنا پڑتی ہے ۔ جیسا کہ دوسرے لوگ کسی مقصد کے حاصل کرنے کیلئے کرتے ہیں ۔ مگر دوسروں کو صرف محنت کرنا ہوتی ہے ۔ اور کوئی شخص ان کے ارادوں کا مزاحم نہیں ہوتا ۔مگر خدا کے پیارے جن کو خدا دنیا میں بڑا بنانا چاہتا ہے انکی حالت ان سے مختلف ہوتی ہے ۔ انکو محنت بھی کرنا پڑتی ہے اور ساتھ ہی ایک دنیا مقابلہ اور ان کے مٹانے کیلئے کھڑی ہوجاتی ہے ۔ اس لئے ان کی کامیابی اور رنگ کی اور بہت اہم ہوتی ہے ۔کیونکہ وہ اپنے مخالفین کو ناکام کرکے کامیابی حاصل کرتے ہیں ۔ اور انکی مثال ایسی ہے ۔ کہ ایک وزنی گولہ ہو ۔ اور کسی شخص کو کہہ دیا جائے کہ اس کو کھینچو ۔ اسے کھینچنے میں محنت کرنا پڑیگی مگر ایک دوسرا شخص ہو ۔ اسکو کہا جائے کہ اس گولے کو کھینچو اور مخالف سمت میں کئی لوگ بھی اس کے خلاف زور لگا رہے ہوں تو اس وقت اگر وہ اس گولے کو کھینچ لے جائے تو یہ ایک بڑی اور نمایاں کامیابی ہوگی ۔ اور پہلے سے بہت بڑھ کر ہو گی ۔ پس ہر انعام جو خدا کے برگزیدوں کو حاصل ہوتا ہے ۔ وہ محنت کے ساتھ اپنے اندر یہ بات بھی رکھتا ہے کہ دنیا اس کے چھیننے کیلئے بڑی کوشش کرتی ہے مگر کامیاب وہی ہوتا ہے ۔جس کے ساتھ خدا کا غیبی ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے ۔اور جس کو دنیا

اپنی متفقہ قوّت سے مٹا دینا چاہتی ہے۔

دوسرے لوگوں کے لئے سامان ہوتے ہیں۔ انہیں ان سامانوں کو بہم پہنچانا اور صرف ان سے کام لینے کیلئے محنت کرنا ہوتی ہے۔ مگر ان لوگوں کیلئے سامان کی فراہمی کے ساتھ اپنی مخالف طاقتوں کا مقابلہ بھی درپیش ہوتا ہے۔ سامان تو بہرحال ہوسکتے ہیں۔ مگر مخالف طاقتوں کو پچھاڑ کر آگے نکلنا یہ ان کی کامیابی میں بڑی بات ہوتی ہے۔ کیونکہ سامان مخالفین کے پاس بھی ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ اس شخص کو شکست دیکر فنا کر دینے کے درپے ہوتے ہیں۔

نادان خیال کرتا ہے کہ اللہ کے نبی اور مشکلات۔ احمق سمجھتا ہے۔ کہ خدا کے برگزیدہ اور تکالیف۔ کیونکہ وہ دیکھتا ہے۔ کہ ہماری یہ حالت ہے کہ جس شخص سے ہمیں محبت ہوتی ہے۔ اسکو کبھی تکلیف دینا نہیں چاہتے بلکہ اگر تکلیف کا خیال بھی ہو تو فوراً اس کے دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا کے نبی۔ خدا کے برگزیدہ اور خدا کے پیارے تکالیف اور رنج ومحن سے گذارے جائیں۔ اور خدا ان کی تکالیف کو دور نہ کرے۔ کیا کبھی ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے کسی عزیز کو ماریں اور مار کر پیار کریں یا زہر دیں اور پھر زہر دے کر ڈاکٹر کو بلائیں۔ کہ یہ ہمارا بہت پیارا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر کیا یہ ہوسکتا ہے کہ پہلے بھوکا رہنے دیں۔ اور پھر کہیں کہ یہ ہمارا دوست ہے۔ اس کو کھانا کھلائیں۔ پس جب ہم اپنے کسی عزیز کو تکلیف دے کر پیار نہیں کرتے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا کے پیارے طرح طرح کی تکلیف اٹھائیں۔ اور خدا انہیں تکالیف میں ڈال کر۔ پھر انعام دے۔ اگر کوئی خدا ہے تو اسے اپنے پیارے بندوں کو تکالیف سے بچانا چاہیئے۔ نہ یہ کہ پہلے وہ تکالیف اٹھائیں اور پھر انعام پائیں۔ اگر ایسا نہیں تو خدا کی خدائی میں شک کی گنجائش ہے۔ کیونکہ ایسا نہ کرنے سے خدا کو اپنے پیاروں کی مدد کرنے کی قدرت سے خالی ماننا پڑے گا۔ اور جب قدرت سے خالی ہوا تو خدا خدا نہیں ہوسکتا۔

لیکن نادان نہیں جانتا کہ اللہ کے پیارے جو دنیا کی اصلاح کیلئے آیا کرتے ہیں

ان کا ایک کام یہ بھی ہوتا ہے ۔ کہ وہ خدا کو خدا ثابت کریں ۔ اور اسکی قدرتوں اور طاقتوں کا جلوہ دنیا کو دکھائیں ۔ ان کا کام محض اپنے آپ کو خدا کا پیارا ثابت کرنا نہیں ہوتا ۔ بلکہ یہ بھی دنیا کو ثابت کر کے دکھلانا ہوتا ہے کہ خدا موجود ہے اور خدا کی قدرت اور جلال کا ظہور ان کے ذریعہ ہوتا ہے ۔ پس اللہ کے پیارے جن کے سپرد اصلاحِ خلق کا کام ہوتا ہے ۔ چونکہ خدا کے جلال کا مظہر ہوتے ہیں اس لئے جب تک ان کے مخالف سامان پیدا نہ ہوں ۔ اور ان کے مخالفین اپنی قوت پورے طور پر ان کے خلاف نہ دکھلائیں ۔ اس وقت تک خدا کا جلال اور ان کا منجانب اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا ۔ اسی غرض کیلئے ان تکالیف اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ۔ جن میں کامیاب ہو کر وہ خدا تعالیٰ کی طاقت اور جلال کا ثبوت بنتے ہیں ۔

پس وہ لوگ جو اپنے پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ خدا کے پیارے کیسے تکالیف میں پڑتے ہیں ۔ غلطی پر ہیں ۔ اور نہیں جانتے کہ خدا اپنے پیاروں کو کیوں مشکلات میں ڈالتا ہے ۔

ہمیں جو اپنے پیاروں سے محبت ہوتی ہے ۔ تو اس سے اپنی طاقت اور جلال کا اظہار مدنظر نہیں ہوتا ۔ مگر خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کرے ۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں جن اطباء کو اپنا کوئی کمال دکھانا منظور ہوتا تھا وہ ایسا کرتے تھے ۔ مثلاً اگر انہوں نے کسی زہر کا تریاق معلوم کیا ۔ تو لوگوں کو اپنی ایجاد کے مفید اور نفع رساں ہونے کا یقین دلانے کیلئے زہر کو خود کھا لیا اور بعد میں تریاق استعمال کیا ۔

پس جب خدا میں اپنے بندوں کی نازک سے نازک وقت میں مدد کرنے کی طاقت ہے تو اس کو اپنی طاقت کے اظہار کیلئے دکھلانا ہوتا ہے کہ یہ ہمارے بندے جو ایسی حالت میں ہیں اور ساری دنیا ان کی مخالفت میں سرگرم ہے کامیاب ہوں گے اور دنیا کو دکھا دیں گے کہ خدا میں کس قدر طاقت اور قوت اور سطوت ہے یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ ہر قسم کے مصائب اور تکالیف برداشت کرتے ہیں ۔ مگر خدا کا ہاتھ نہیں چھوڑتے اور جس کام کیلئے دنیا میں آتے ہیں اسکو کر دکھاتے

ہیں ۔ اور اس وقت خدا کی طاقت اور جلال ظاہر ہوتا ہے ۔ کیونکہ خدا جن کو منتخب کرتا ہے اور وہ جو جماعتیں قائم کرتے ہیں ۔ وہ اخلاص کے ساتھ باوجود ہر قسم کی تکالیف کے آگے ہی آگے بڑھتی چلی جاتی ہیں ۔ ان پر ہمیشہ ابتلاء لائے جاتے ہیں۔ مگر ان کے لئے قبل از وقت پیشگوئیاں موجود ہوتی ہیں۔ کہ بالآخر تمہیں ہی کامیابی ہو گی ۔ اس راہ میں مخالفین قدم قدم پر ان پر حملہ آور ہوتے ہیں ۔ ان کے مقابلہ میں سارا زور لگا دیتے ہیں ۔ مگر ہوتا وہی ہے ۔ جس کی خدا کے نبی پہلے اطلاع دے چکے ہوتے ہیں۔

دیکھو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کس قدر زور لگایا گیا ۔ پھر باوجود مخالفت کے دشمن کو ماننا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب کو کامیابی ہوئی ۔ ابتداء میں حضرت صاحب کی کامیابی کے کوئی سامان نہیں تھے۔ مگر آخر دشمن کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب کامیاب ہوگئے ۔ ایک دشمن یہ دیکھتے ہوئے کہ آپ کو کامیابی ہوئی ۔ اس معیار کا تو انکار کر دیگا کہ کامیابی کوئی معیارِ صداقت نہیں ۔ لیکن آپ کی کامیابی سے انکار نہیں کر سکتا ۔ لیکن اگر وہ معیار کا انکار کرتا ہے تو اس سے حضرت مرزا صاحب کی تکذیب ہی نہیں ہوتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ حضرت عیسیٰؑ ۔ حضرت موسیٰؑ ۔ حضرت یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ غرض کہ سب انبیاء کی تکذیب ہوتی ہے ۔ کیونکہ اگر یہ معیار پہلوں کو صادق ثابت کرتا ہے ۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کو بھی صادق ہی ماننا پڑے گا ۔ پس وہ جو آپ کی کامیابی کو تسلیم کریگا ۔ گو یہ کہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ۔ جس سے آپ کی صداقت ظاہر ہو ۔ مگر اسے اپنے اس قول کے ساتھ قرآن اور حدیث کو جھٹلانا پڑے گا ۔ اور یا تو اسے پہلے انبیاء کا بھی انکار کرنا پڑے گا ۔ یا حضرت مسیح موعود کا اقرار کریگا ۔ اور یہ ایسی زبردست دلیل ہے ۔ جس کی موجودگی میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ صداقت پسند لوگ جن کے دلوں میں صداقت کا بیج بویا گیا ہے ۔ وہ تو آپ پر ایمان لے آئیں گے لیکن وہ جو صداقت سے دُور ہیں ۔ انکے ماننے کی کوئی صورت نہیں۔

جن میں صداقت کا مادہ ہے ۔ وہ مانتے ہیں کہ قبل از وقت یہ باتیں کہی

گئی تھیں ۔ اور اس وقت کہی گئی تھیں ۔ جبکہ ہر قسم کے سامان ان کے مخالف تھے اور اب ہو بہو پوری ہو رہی ہیں ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو تسلیم نہ کیا جائے ۔ دیکھو صوفیوں ۔ مولویوں ۔ جاہلوں ۔ امیروں غرض ہر طبقہ کے لوگوں نے مخالفت کی ۔ مگر کامیابی اسی کو حاصل ہوئی جس کو لوگ مٹانے پر تلے ہوئے تھے ۔ اور وہ حضرت مرزا صاحب تھے ۔ جب مکہ فتح ہوا تھا تو مکہّ کی عورتوں کے ساتھ ہندہ ۔ ابو سفیان کی بیوی بھی بیعت کرنے کو آئی آنحضرتؐ نے فرمایا ۔ اقرار کرو کہ ہم آئندہ شرک نہیں کریں گی ۔ ہندہ نے کہا ۔ یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم شرک کریں گی ۔ آپؐ اکیلے تھے ۔ ساری قوم متفقہ طاقت کے ساتھ بتوں کی مدد میں کھڑی ہوئی تھی ۔ مگر آپ جو اکیلے تھے کامیاب ہوئے ۔ اور ساری قوم نے شکست پر شکست کھائی ۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہو گیا کہ بُتوں میں کچھ طاقت نہیں ۔ اگر بُتوں میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو کیسے ممکن تھا کہ آپؐ ایک اکیلے ساری قوم پر غالب آ جاتے ۔

تو یہ ایک فطرت کا تقاضا تھا ۔ جو ایک عورت کے مُنہ سے ظاہر ہوا ۔ عورتوں کیلئے کہا جاتا ہے کہ وہ جاہل ہوتی ہیں ۔ اور اس میں شک نہیں کہ جہاں تعلیم نہ ہو عورتیں ضرور جاہل ہی ہوتی ہیں ۔ اور عرب میں بھی اس وقت عورتوں کو سیاست میں کچھ دخل نہ تھا ۔ ایسی صورت میں ہندہ کا یہ کہنا بتاتا ہے ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود اکیلے ہونے کے ساری قوم پر کامیاب ہو جانا انکی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے ۔

پس نبیوں کی صداقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کی مخالفتوں کے باوجود کامیاب ہوا کرتے ہیں ۔ تاکہ خدا کی خدائی ثابت ہو ۔ خطرناک ابتلاء آتے ہیں ۔ جن سے دوسرے لوگوں کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں ۔ مگر وہ صداقت پر قائم رہتے ہیں ۔ آخر کار مظفر و منصور ہوتے ہیں ۔ اور ان کے دشمن خائب و خاسر ہو جاتے ہیں ۔

یہی معاملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوا ۔ دنیا نے آپکی مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی ۔ مگر آپ کامیاب ہوئے ۔

اب پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ کچھ آرام کے بعد ہمارے مخالفین کی طرف سے پھر

ہمارے رستہ میں تکالیف اور دشواریاں پیدا کی جارہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہم پر خدا کے فضل ہونیوالے ہیں۔ اس لئے جس طرح ہر بہار کے وقت زہریلے پودے بھی پھوٹ نکلتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے مخالف بھی اب جوش دکھلانے لگے ہیں اور پھر میدان میں آئے ہیں۔

ہم نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔ لیکن جو اُٹھتا ہے۔ ہمیں پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دیتا ہے۔ ہندو رسول کریمؐ کو گالیاں دیتے ہیں۔ عیسائی اس مقدس وجود کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ ان لوگوں کے مقابلہ میں انکی رگ حمیت حرکت میں نہیں آتی پھر اگر کوئی ہندو عیسائی ہوتا ہے تو وہ بھی اسلام کے خلاف لکھتا ہے۔ اور اگر سکھ عیسائی ہوتا ہے تو اس کا زور بھی اسلام ہی کے خلاف صرف ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ جس قوم میں سے کوئی عیسائی ہو۔ اس کے متعلق لکھے۔ تاکہ سمجھا جائے کہ اس کو اپنی قوم سے ہمدردی ہے۔ اس لئے ایسا کرتا ہے۔ نہیں۔ جو بھی اُٹھتا ہے وہ اسلام کے مقابلہ میں ہی اپنی طاقت خرچ کرتا ہے۔ مگر اسکے لئے مسلمانوں کو جوش نہیں آتا۔ ان کو اگر جوش آتا ہے۔ اگر یہ بھڑک اُٹھتے ہیں۔ تو احمدیوں کے خلاف۔ اور احمدیوں کے ان مضامین کے خلاف۔ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ ان کے صوفیاء اگر اُٹھیں گے۔ تو احمدیوں کے خلاف لکھیں گے۔ ان کے مولوی اپنی گالیوں کا نشانہ بنائیں گے۔ تو احمدیوں کو۔ اگر کوئی مسلمان عیسائی ہو جائے تو ان کو ناگوار نہیں گزرتا۔ لیکن اگر کوئی احمدی ہو جائے تو گویا اس میں سارے عیب جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی مخالفت کرنا وہ عین فرض سمجھتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے لوگ کسی قصبہ یا گاؤں میں رہتے ہوں۔ کسی کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن جہاں کوئی احمدی ہوا۔ اس کے نکالنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بُرا نہیں۔ مولویوں کے قلم کے تلوار اگر کسی کے مقابلہ پر اُٹھتے ہیں تو وہ ہمیں ہیں۔ خدا نے ان سے لوہے کی تلوار تو چھین لی ہے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایک سچے مذہب کے مقابلہ میں یہ لوگ اُٹھیں گے۔ لیکن ان کے قلم کے تلوار اپنا پورا زور ہمارے مقابلہ میں صرف کر رہے ہیں۔ وہ اپنی بدگوئی اور اور گالیوں کی بارش ہم پر کر رہے ہیں۔ اور

ایساکرنے میں انہیں کوئی خوف نہیں ۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جن سے ہمارامقابلہ ہے وہ شریف ہیں ۔ اس لئے گالیوں کا جواب گالی سے نہیں دیں گے ۔ وہ اپنی گالیوں اور استہزاء پر ہی خوش ہورہے ہیں ۔ کیونکہ عوام دلائل کو نہیں سنتے۔ اور استہزاء سے پیار کرتے ہیں ۔ لیکن یاد رکھیں کہ وہ دن آنیوالے ہیں ۔جب لوگ گالیوں سے تنگ آکر دلائل کی طرف توجہ کریں گے۔

صوفیوں کو جوش آتا ہے تو احمدیوں کے خلاف ۔ مولویوں کو جوش آتا ہے تو احمدیوں کے خلاف ۔ امراء کو جوش آتا ہے تو احمدیوں کے خلاف ۔ حاکموں کو جوش آتا ہے تو احمدیوں کے خلاف ۔ سوائے ان حکام کے جو گورنمنٹ کے ماتحت ہیں۔ مسلمانوں کی ریاستوں میں ہندو امن سے ہیں ۔ انکے مندر اور شوالے ۔ اور سکھوں کے گوردوارے بنتے ہیں ۔ مگر احمدیوں کیلئے اجازت نہیں کہ مسجد بناسکیں ۔ان کی تبلیغ کیلئے چند پابندیاں ہیں ۔ مگر احمدیوں کو ممانعت ہے ۔

ہمارے مخالفین ایک دفعہ زور لگا کر بیٹھ گئے تھے ۔اب پھر اُٹھے ہیں۔لیکن انکی حالت ایسی ہی ہے جیسے بجھنے والے چراغ کی ۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ چراغ میں جب تیل ختم ہوجاتا ہے تو وہ آخر میں پوری روشنی دیتا ہے ۔ مگر تھوڑی بعد بجھ جاتا ہے ۔پس ہمارے مخالفین کا اب جوش دکھانا ۔ ان کے آخری سانس کا پتہ دے رہا ہے ۔ اور ان کیلئے آخری لمحہ ثابت ہوگا ۔ انشاءاللہ۔

ہمارے خلاف ان لوگوں کی کوششیں ۔گالیاں ۔ ہنسی ۔ استہزاء پر آرہی ہیں لیکن یہ باتیں صداقت کو نقصان نہیں پہنچاسکتیں ۔ صداقت پھیلے گی اور ضرور پھیلے گی ۔ مگر اس وقت ہمارا فرض ہے کہ اس کیلئے سامان مہیا کریں ۔ اتفاق و اتحاد اور یکجہتی سے کام میں مشغول ہوں اور ہر قسم کی قربانیاں کرنے کو تیار رہیں۔ بلکہ کریں ۔ کیونکہ اس مقابلہ کیلئے قربانیوں کی ضرورت ہے ۔ پھر کامیابی انشاءاللہ ہماری ہی ہوگی ۔ ہمارے لئے انعام مقرر ہے ۔صرف محنت کرنے کی دیر ہے ۔اور یہ آخری وقت ہے ۔ اس وقت زیادہ محنت کی ضرورت ہے ۔ مزدوروں کو دیکھا ہوگا کہ وہ شام کے وقت محنت زیادہ کرتے ہیں ۔کیونکہ مزدوری ملنے کا وہی وقت ہوتا ہے ۔ وہ جانتے ہیں اگر اس وقت مالک خوش ہوگیا ۔ تو انعام پائیں گے۔پس

ہمیں بھی چاہیئے کہ اس وقت ہر قسم کی قربانیاں کرنے کیلئے تیار رہیں۔ کیونکہ پردہ اُٹھنے کی دیر ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ اس فتنہ و فساد کے مقابلہ میں۔ جو ہمارے مخالف ہمارے مقابلہ میں کر رہے ہیں۔ یہ ہے کہ ہمیں انعام دے۔

پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ دشمن نے کروٹ بدلی ہے۔ ہم جسے مُردہ سمجھتے تھے۔ وہ ابھی مرا نہیں۔ ہاں آخری دم کو پہنچ چکا ہے پس اس کے فتنوں کے مقابلہ میں ہمّت دکھلاؤ۔ اور قربانیاں کرو۔ انعام تمہارے ہاتھوں سے نہیں جائے گا۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں دشمن کے مقابلہ میں کامیاب فتح ہو۔ اور اسکے بعد دشمن کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔ تو خاص طور پر ہمّت دکھاؤ۔ اور قربانیاں کرو۔

(الفضل ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۱۷ء)